زندہ رہنا ہے تو
میرِ کارواں
بن کر رہو!

ہندی مسلمانوں کے نام
ایک حیات آفریں و
ایمان افروز پیغام

ناشر
مکتبۂ حرا
پوسٹ بکس نمبر ۳۷۴ ۔ ٹیگور مارگ ۔ لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

○ نام کتاب : "زندہ رہنا ہے تو میر کارواں بن کر رہو"

○ نام مؤلف : مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

○ تعدادِ اشاعت : پانچ ہزار

○ سنِ اشاعت : ۱۴۱۴ھ (۱۹۹۳ء)

○ ناشر : مکتبۂ حراء
پوسٹ بکس نمبر ۲۷۴
ٹیگور مارگ. لکھنؤ

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس۔ دریا گنج. نئی دہلی ۲ میں طبع ہوئی۔

○

بہ اہتمام : عمیر الحسینی

منجانب :

محمد عثمان حیدرآبادی

پروجیکٹ منیجر سعودی ایرلائنز

ریاض ۔ سعودی عربیہ

www.abulhasanalinadwi.org

Madna Mu... Library
سیدنا معاذ بن جبل
لائبریری
...Rae Bareli, U.P.
مکتبۃ العلامۃ عبد الحی الحسنی
قائم عن مسلمان رائے بریلی یوپی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

امابعدُ!

دارالعلوم دیوبند کے قیام پر ایک صدی سے کچھ زیادہ مُدت گزر رہی تھی، دارالعلوم دیوبند محض ایک دینی درس گاہ ہی نہیں (جس کو ازہرِ ہند کہنا ہر طرح سے دُرست ہے، بلکہ بعض حیثیتوں سے وہ مصر کے جامع ازہر پر بھی فائق ہے) اصلاحِ عقائد اور اشاعتِ کتاب وسُنّت کی تاریخ ساز دعوت ہے۔ وہ درحقیقت خاندانِ ولی اللّٰہی کے تجدیدی کارنامہ کا امتداد اور تسلسل ہے، جس میں (زمانہ وحالات کی تبدیلی اور انقلابِ سلطنت کے پیشِ نظر) ملت کے بچے کھچے دینی سرمایہ کی حفاظت اور اس کے لیے ایک بڑے مرکز کی تاسیس وترقی کی حکمتِ عملی اور اقدامی

www.abulhasanalinadwi.org

کوششوں کے میدان تنگ ہوجانے کی بنا پر (عارضی طور پر) دفاعی و حفاظتی پوزیشن اختیار کی گئی جس کے محرکات و موجبات کا سمجھنا ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی سنگینی اور اس کے وسیع و عمیق اثرات کا جائزہ لیے بغیر ممکن نہیں[۱] دارالعلوم ہر طرح سے اس کا مستحق تھا کہ اس کا صد سالہ جشن منایا جائے اس کی خدمات بلکہ فتوحات کا جائزہ لیا جائے اور اس کی تاریخ کو نہ صرف ملک بلکہ ملّت کے سامنے رکھا جائے، اسی کے ساتھ زمانۂ حاضر کے تقاضوں، وقت کے حقائق اور ملک کی صحیح صورتِ حال کا جائزہ بھی لیا جائے اور مستقبل کیلئے راہِ عمل متعین کی جائے، کہ ادارہ تاریخ سے نہیں تحریک سے زندہ رہتا ہے اور تحریک کے لیے حقیقت پسندانہ احتسابِ نفس، نمو و شادابی اور ہر زمانہ میں نئے برگ و بار لانے کی صلاحیت ضروری ہے۔

دارالعلوم کی مجلسِ شوریٰ میں طے کیا گیا کہ ۳، ۴، ۵، جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۰۰ھ (۲۱، ۲۲، ۲۳، مارچ سنہ ۱۹۸۰ء) میں توکلاً علی اللہ یہ اجلاس کر لیا جائے۔ اس کے لیے اوّلاً بڑے وسیع انتظامات سوچے گئے اور ایک طویل المیعاد پروگرام اور نقشۂ کار بنایا گیا

---

[۱] دارالعلوم دیوبند کے قیام کا پس منظر اور اس کے مقاصد کو سمجھنے کے لئے ملاحظہ ہو مصنّف کی کتاب "ممالک اسلامیہ میں اسلامیت و مغربیت کی کشمکش" عنوان : "دارالعلوم دیوبند"

www.abulhasanalinadwi.org

پھر عملی تجربات کی روشنی اور دارالعلوم کے ان ارکان اور سرپرستوں کے احساسات کے اثر سے، جو دارالعلوم کے بانیوں کی روح اور جذبات کی رعایت اس کے ہر کام میں ضروری سمجھتے تھے، اس پیمانہ کو مختصر کیا گیا، لیکن مختصر ہوتے ہوئے بھی وہ خاصا وسیع رہا، اور یہ دارالعلوم کے وسیع اثرات، اس کی عام مقبولیت، اس کے فضلاء و منتسبین کی کثرت اور عوام کے رجوع کے پیش نظر کوئی خلاف قیاس اور بے محل بات نہ تھی، اس کا سب کو اندازہ تھا کہ اس جلسہ میں شرکت کے لئے ہندوستان اور پاکستان کے کونہ کونہ سے شائقین و معتقدین جوق در جوق آئیں گے اور ان کی تعداد آسانی سے ہزاروں سے متجاوز ہو کر لاکھوں تک پہونچ جائے گی، اس لیے انتظامات بھی اسی کے مطابق ہونے چاہئیں۔

راقم الحروف ۴ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ (۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء) کو جلسہ گاہ میں پہونچا تو انسانوں کا ایک جنگل نظر آتا تھا، اور میدانِ عرفات کا ایک ہلکا سا نقشہ۔ ہمارے دوست ڈاکٹر عبداللہ زائد (وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) اس اجلاس کی صدارت کر رہے تھے، متعدد عرب فضلاء اور معززین ڈائس پر موجود تھے، جن میں ہمارے دوست ڈاکٹر شیخ عبدالمنعم النمر (وزیر اوقاف مصر)، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، معالی الشیخ یوسف الحجّی (وزیر اوقاف کویت)، مجبّی عبداللہ العقیل وغیرہ موجود تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت میرے عربی میں تقریر کرنے کا پروگرام تھا، مجھ سے منتظمین نے عربی میں تقریر کرنے کا اشارہ کیا، مگر مجھے اس عظیم الشان مجمع کے سامنے (جو عربی سے نابلد تھا اور جو حدِ نگاہ تک نظر آتا تھا) عربی میں تقریر کرنا، ایک مصنوعی و نمائشی عمل نظر آیا، جس کے لئے میرا ضمیر تیار نہیں ہوا، مجھے اس کا بھی احساس تھا (اور کسی حد تک علم بھی ہو چکا تھا) کہ ابھی تک اس عظیم مجمع کے سامنے جو ہندوستان کے کونہ کونہ سے اور دُور دراز کے دیہاتوں اور گاؤں سے، محبت و عقیدت کے جذبہ کے ساتھ اس شوق میں آیا ہے کہ وہ اپنے ایمان کو تازہ، دین و شریعت کے ساتھ اپنے رابطے کو مستحکم اور ہندوستان کی موجودہ صورت حال میں دین و ملت کے ساتھ وابستگی و وفاداری کے عزم کو پختہ بنا کر جائے گا، ابھی تک کوئی ایسا حیات بخش پیغام اور ان کے دینی شعور کو بیدار کرنے کی دعوت پیش نہیں ہوئی، جو ان کے اس سفر کا حاصل اور "زادِ راہ" ہو، زیادہ تر دارالعلوم کی تاریخ اور اکابر کا ذکر خیر ہوتا رہا ہے، جس سے یہ کم سواد مجمع اپنی زندگی اور طرزِ عمل کے بارے میں کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا۔

اس مجمع کو دیکھ کر میرے دل میں ایک ایسی تقریر کرنے کا زبردست داعیہ پیدا ہوا، جس سے سادہ دل بندگانِ خدا جو دور دراز حصوں سے اپنا خرچ کر کے علماء کی زیارت اور اللہ اور رسولؐ کی بات سننے

www.abulhasanalinadwi.org

کے شوق میں آئے ہیں، ایک نیا دینی اعتماد اور ہندوستان میں ایک صاحبِ دعوت اور حاملِ شریعت ملّت کی حیثیت سے رہنے اور اسلامی زندگی کا نمونہ پیش کرنے کی ذمّہ داری کا احساس لے کر جائیں اور ہم لوگوں (داعیوں اور ذمّہ داروں) کو خدا اور رسول کے سامنے جوابدہ نہ ہونا پڑے کہ ان اللہ کے بندوں کو کس لئے بلایا گیا تھا؟ میں نے عربی میں چند لفظ کہہ کر جن میں عرب فضلاء سے عربی میں تقریر نہ کرنے کی معذرت کی گئی اور بتایا گیا کہ یہ عظیم مجمع اپنی زبان میں دینی پیغام سننے کا مستحق بھی ہے اور مشتاق بھی، اس لیے میں اُردو میں تقریر کروں گا۔ میں نے تقریر شروع کی، میں محسوس کر رہا تھا کہ آورد سے زیادہ آمد ہے، اور اس میں ان سادہ دل اور صاحبِ ایمان سامعین کا دخل ہے، جو ہمہ تن گوش ہیں۔

تقریر کے دوران اور اس کے بعد سامعین پر ایک خاص اثر نظر آیا۔ متعدد احباب نے، جو اس جلسہ میں شریک تھے، سامعین کے تاثر کا ذکر کیا اور اندازہ ہوا کہ یہ لوگوں کے دل کی بات تھی اور اس سے ان کی رُوح کی پیاس بجھی۔ جہاں تک دیوبند کے مسلک اور اس کے فضلاء و منتسبین کی ہیئتِ ترکیبی اور مسلک و شعار کی ترجمانی کا تعلق ہے میری تقریر کے معاً بعد مولانا مفتی محمودؒ مرحوم (سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد پاکستان) جو پاکستان میں مسلک دیوبند کے اہم نمائندہ سمجھے جاتے

www.abulhasanalinadwi.org

تھے اور ہندوستان میں عرصہ تک مدرسہ شاہی مرادآباد میں تدریسی خدمات انجام دے چکے تھے، کھڑے ہوئے اور انھوں نے میری تائید میں مختصر تقریر کی اور فرمایا کہ دیوبندیت کی تعریف میں جو کچھ کہا گیا وہ سو فیصدی صحیح ہے۔

تقریر میں ہندوستان کے جدید حالات میں نئی ذمہ داریوں، نئی آزمائشوں اور نئے خطرات کا مقابلہ کرنے اور دین و شریعت پر نہ صرف ثبات و استقامت بلکہ اس کی دعوت و تبلیغ اور ملک کی صالح اور مخلصانہ قیادت اور اس کو تباہی سے بچانے کی ذمہ داری کے بارے میں جو کچھ کہا گیا وہ صرف اس وسیع لیکن بہرحال محدود مجمع ہی کے لیے ضروری اور مفید نہیں تھا، ہندوستان کی پوری ملت اسلامیہ ہندیہ کے افراد، تنظیمات اور قیادتوں اور اداروں کے ذمہ داروں کے سننے، غور کرنے اور عمل کرنے کی چیز ہے اسلئے اس کو علاحدہ اور مستقل رسالہ اور عمومی پیغام کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ خدا کرے یہ پوری ملت کے لئے چشم کشا، بصیرت افزا اور رہنما ثابت ہو۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

ابو الحسن علی ندوی

دار العلوم ندوۃ العلماء

لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

زندہ رہنا ہے تو میرِ کارواں بن کر رہو!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

میرے بھائیو! عزیزو اور دوستو!

میں نے آپ کے سامنے سورۂ انفال کی یہ آیت پڑھی جو فوری طور پر میرے ذہن میں آئی. کسی غیبی طاقت نے میرے کان میں کہا، اس عظیم مجمع کو دیکھو، جو لاکھوں کی تعداد میں تمہارے سامنے ہے. اس غیر معمولی تعداد کا تصور پہلی صدی ہجری میں بڑے سے بڑا جنگ جو، غیر معمولی دور بیں، حوصلہ مند، صاحبِ فراست اور بڑے سے بڑا پیشین گوئی کرنے والا بھی نہیں کر سکتا تھا کہ دنیا ہی میں نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

پورے کرۂ ارض میں بھی نہیں، ایک ایسے قصبے میں، جو جزیرۃ العرب سے سات سمندر پار ہے اور جو زبان، تہذیب، قانون، قومیت اور نسل و مذہب — کسی بھی رشتہ سے جزیرۃ العرب سے منسلک نہیں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد جمع ہو سکے گی۔ قرآن مجید کی اس آیت پر دوبارہ غور کیجیے اور پہلی صدی ہجری کے ان حالات کو یاد کیجیے جو مسلمانوں کے ساتھ مدینۂ طیبہ میں پیش آئے تھے۔

قرآن مجید مسلمانوں کو مخاطب کر کے (جن کی تعداد اس وقت چند ہزار سے زیادہ نہ تھی) کہتا ہے: "جب تم تھوڑے تھے، زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے، ہر وقت ڈرتے تھے کہ تم کو کوئی جھپٹا مار کے اُچک نہ لے جائے (یہاں پر قرآن مجید نے تخطّف کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی جھپٹا مارنا اور اڑا کر لے جانا ہیں) حالت یہ تھی کہ تم لقمۂ تر تھے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو چھوڑیے کہ حجاز بلکہ صرف قریش کا قبیلہ ہمیشہ کے لیے اس چراغ کو گل کرنے کے لیے کافی ہوتا۔ قرآن مجید کے اندر مندرجہ ذیل آیت میں پھونک مار کر بجھانے کی تعبیر استعمال کی گئی ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ

یہ صرف ادبی لفظ نہیں، اس کے سارے الفاظ معجز ہیں۔ اس لفظ میں ایک سچی اور صحیح تصویر ہے۔ حالت یہ تھی کہ مسلمانوں کی زندگی

www.abulhasanalinadwi.org

کا چراغ اور اسلام کے چراغِ نور کو ہر وقت گل کیا جا سکتا تھا۔ اسکے بجھانے کے لیے کسی پنکھے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ منھ کی پھونک سے بجھایا جا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دو تین جگہ قرآنِ مجید میں میں یہ الفاظ استعمال کیے ہیں اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کے حالات کی صحیح اور سچی تصویر پیش کی گئی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاٰوٰکُمْ وَاَیَّدَکُمْ بِنَصْرِہٖ وَرَزَقَکُمْ مِنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝

اور تم کو پناہ دی اور تم کو نصرت خداوندی اور آسمانی مدد کے ذریعہ تمہاری تائید کی اور صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حلال و پاک چیزوں میں سے تم کو عطا فرمایا تاکہ تم شکر ادا کرو۔ طیّبات کا لفظ عام ہے۔ سلطنت سے لے کر مطلق العنان و بااختیار سلطنت تک اور سلطنت کے دنوں میں جو عزّت ہوتی ہے، جو اعزاز و اختیارات حاصل ہوتے ہیں، جو قانون سازی کی طاقت، آزادی و خود مختاری اور بلندی و برتری حاصل ہوتی ہے، یہ سب طیبات میں آتا ہے۔

وَرَزَقَکُمْ مِنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ

کہ شاید تم شکر کرو۔ اور تمہارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہو۔

آج میں انسانوں کا جنگل دیکھ رہا ہوں اور اس وقت کو

www.abulhasanalinadwi.org

یاد کر رہا ہوں جب چند ہزار مسلمانوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ احسان جتلایا تھا، لیکن آج ہماری کیا حالت ہوگئی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ایک قصبہ میں دین کے خادموں کی ایک آواز پر دُنیا کے دُور دراز گوشوں سے کتنے انسانوں کو جمع کردیا ہے۔ ہر ملک کے لوگ یہاں اس طرح جمع ہوگئے ہیں، اگر بے ادبی نہ ہو تو بلا تشبیہ میدانِ عرفات کا نقشہ یہاں دکھائی دے رہا ہے۔ جو طاقت مسلمانوں کو میدانِ عرفات میں جمع کرتی ہے وہی طاقت اور سنّت ابراہیمی کی وہی کشش ہے جس نے آج اس قصبہ میں لاکھوں مسلمانوں کو یکجا کردیا ہے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی
كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۙ

تیری نسبت سبہ اِنس و جن
تو ہے امیرِ جنود

مکّہ مکرّمہ میں اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں تو سنّتِ ابراہیمی اور سُنّتِ محمّدی کی وجہ سے، مدرسہ میں اگر مسلمان جمع ہوتے ہیں تو اس میں بھی سنّت ابراہیمی اور سنّت محمدی کی کشش کو دخل ہے اور آج بھی اس آواز میں وہ غیر معمولی طاقت اور کشش ہے جسکو

www.abulhasanalinadwi.org

اگر مسلمان سمجھ لیں تو دنیا کی کسی بڑی سے بڑی حکومت میں وہ اثر اور طاقت نہیں جو اب بھی ایمان کی آواز میں ہے۔ اقوامِ متحدہ سو بار جیئے، سو بار مرے، امریکا اور روس جیسی بڑی بڑی طاقتیں مر مر کے زندہ ہوں، پھر بھی ان کی آواز میں وہ طاقت و تاثیر نہیں جو اسلام کی آواز میں ہے، جس طرح مقناطیس لوہے کے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح آج بھی اس آواز میں وہ کشش توانائی اور مسیحائی ہے جو دُنیا کی کسی چیز میں نہیں ہے۔ ہمیں اور آپ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ کیا چیز تھی جس نے قلیل تعداد کو کثیر تعداد پر غالب کر دیا۔

میں نے عربوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو لاشئ سے کلّ شئ بنا دیا۔ اور میں آپ سے ایک بار نہیں چار بار کہتا ہوں کہ آپ کچھ نہ تھے، سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کے طفیل عطا کر دیا۔

ذرا سوچیے تو سہی،

آپ ہندوستان میں کس چیز کی پرستش کر رہے تھے؟ شجر و حجر سے لے کر ہر چیز آپ کے لیے معبود و مسجود بننے کے لائق تھی۔ پستیوں، ذلتوں، جہالتوں اور شقاوتوں کے اس بحرِ ظلمات سے آپ کو کس نے نکالا ہے؟ یہ وہی انبیائے کرام کی دعوت

www.abulhasanalinadwi.org

تھی جو آخری طور پر قیامت تک کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس دُنیا کو پہونچی۔ اگر عربوں پر یہ احسان ایک مرتبہ ہے تو آپ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان سَو بار ہے۔

میں عربوں سے بار بار خطاب کرتا ہوں اور ان کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوں، یہ ان کی عالی ظرفی اور کریم النفسی ہے کہ میں نے ان کو جھنجھوڑا تو جھک گئے اور جب بھی میں نے ان کو پکارا تو انھوں نے آواز دی اور جب بھی ان کا ایک محتسب کی طرح احتساب کیا، انھوں نے اس کو برداشت کیا۔ حالاں کہ مجھے اس کا کوئی حق نہ تھا، میں تو اس میخانہ کا ایک ادنیٰ میخوار ہوں۔ اب میں آپ سے کہوں گا اور سو بار کہوں گا کہ خود کو یاد کریں کہ آپ کہاں تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہاں پہونچا دیا۔؟

میرے دوستو اور بزرگو!

آپ اپنی حقیقی عظمت کے راز کو سمجھئے کہ دنیا میں اب تک ہزاروں طوفان، آندھی اور سیلاب کے باوجود آپ اب تک کیوں باقی ہیں؟ ایک ہندوستان ہی کی تاریخ کو دیکھ لیجئے۔ یہ زمین جس کو حالی نے اُکَّالُ الْاَرْضِ اور ہندوستانی تہذیب و مزاج کو اُکَّالُ الْاُمَمْ سے تعبیر کیا ہے یعنی جو قوم یہاں آئی وہ تحلیل ہوگئی اور اس نے اپنی قومی خصوصیات و امتیازات کو کھو دیا۔ اور " ہر کہ در کان نمک

www.abulhasanalinadwi.org

رفت نمک شد" کا منظر سامنے آتا رہا۔ اس میں نہ تو آریائی نسلیں باقی رہیں نہ دوسری قومیں۔ جو بھی یہاں آیا وہ اس کے رنگ میں رنگ گیا۔ لیکن وہ کیا چیز تھی جس نے اپنے آپ کو اپنے تشخص کے ساتھ باقی رکھا ہے؟ وہ ہے عقیدۂ توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستگی، اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار اور اس کے سامنے ساری طاقتوں کا انکار اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی محبت کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا۔

یہ تھے وہ اسباب جن کی بنا پر ہم اس قابل ہوئے کہ اس منظر کو دیکھ سکیں۔ ہم ان عربوں کو اس لیے جمع کرتے ہیں کہ ان سے ملیں اور ان سے کہیں کہ اے ہمارے مرشدو! اے ہمارے استادو! تم نے ہم کو جو سبق پڑھایا تھا اور جو مبلغ ہندوستان بھیجے تھے ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہم یہاں ہیں اور ہم کندۂ ناتراش نہیں ثابت ہوئے۔ محمد بن قاسم الثقفی اور دوسرے بزرگانِ دین (خواہ براہ راست عرب سے آئے یا دوسرے ملکوں سے ہو کر) جو سبق لے کر آئے تھے وہ سبق ہم نے یاد رکھا اور ہم نے آپ کو اسی لیے بلایا ہے کہ ہم اپنا سبق سنائیں اور یہ زبانِ حال سے سن رہے ہیں اور حیرت زدہ ہیں کہ اس ہندوستان میں اتنے غیور مسلمان، شمعِ اسلام کے اتنے پروانے اسلام کی شمع کو اس طرح جلا سکتے ہیں اور علم کی شمع پر اتنے پروانے جمع ہو سکتے ہیں۔ ہم نے ان عربوں کو

www.abulhasanalinadwi.org

دارالعلوم کی تاریخ سننے اور اس کے کارناموں کی عظمت سے باخبر کرنے کے لیے جمع نہیں کیا ہے بلکہ ہم انھیں کے مشہور شاعر ابو فراس ہمدانی کا وہ شعر سنانا چاہتے ہیں جس میں اس نے کہا تھا ؂

صَنَائِعُ فَاقَ صَانِعُهَا فَفَاقَتْ
وَغَرْسٌ طَابَ غَارِسُهُ فَطَابَا
وَكُنَّا كَالسِّهَامِ إِذَا أَصَابَتْ
مَرَامِيهَا فَرَامِيهَا أَصَابَا

(کارنامے جن کو بنانے والے بڑے بلند و عالی مرتبہ تھے، وہ بڑے روشن ہیں، وہ پودا جس کا لگانے والا بڑا کریم، بڑا شریف، بڑا عالی ستعداد تھا، وہ پودا خوب کامیاب نکلا اور خوب برگ و بار لایا۔

ہم تو تیر تھے، جب تیر انداز نے کمان میں جوڑ کر ان تیروں کو چلایا تو وہ اپنے نشانے پر بیٹھے۔ تو تیروں کی تعریف ہے اور تیر انداز کی بھی تعریف ہے۔)

حضرات!

میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی عظمت اور تشخصات کے ساتھ اس ملک میں باقی رہیے۔ ہم مسلمان ہیں، ہم کو اس کا اقرار ہے ہم اس ملک میں پورے اسلامی امتیازات اور مکمل اسلامی تشخصات کے ساتھ باقی رہیں گے یہ ہمارا فیصلہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بزرگو! اور دوستو!

ہجرت کا فلسفہ کیا ہے، ہجرت کا شرعی حکم کیوں ہے؟ اسی لیے کہ جس زمین پر احکام اسلام پر عمل نہ ہو سکے اس سرزمین کو چھوڑ دینا فرض ہے۔ ہم اس ملک میں اس حالت میں نہیں رہ سکتے کہ ہم اپنے تمام تشخصات و امتیازات سے دست بردار ہو جائیں اور اپنے مابہ الامتیاز عقائد کو چھوڑ دیں، اپنے عقیدۂ توحید و رسالت، ایمان بالآخرۃ سے دست کش ہو جائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وعقیدت اور آپ کی سنت پر چلنے کے جذبے سے ہم خالی اور عاری ہو جائیں۔

ہم صاف اعلان کرتے ہیں، اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی اعلان کریں کہ ہم ایسے جانوروں کی زندگی گزارنے پر ہرگز راضی نہیں جن کو صرف راتب چاہیئے اور ان کو Self Security چاہیئے کہ ان کو کوئی مارے نہیں۔ ہم ہزار بار ایسی زندگی گزارنے اور ایسی حیثیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ہم اس سرزمین پر اپنی اذانوں اور نمازوں کے ساتھ رہیں گے بلکہ ہم تراویح اور اشراق و تہجد تک چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ ہم ایک ایک سنت کو سینے سے لگا کر رہیں گے اور رسول اکرم کی سیرت کو سامنے رکھ کر کسی ایک نقش بلکہ کسی نقطہ سے بھی دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔

لیکن عزیزو اور دوستو!

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت جبکہ پورے ملک اور عالم اسلام کا جوہر اور دل و دماغ ایک جگہ جمع ہے اور یہاں ایسے لوگ جمع ہیں جن کا فتویٰ سکۂ رائج الوقت کی طرح چلتا ہے، میں ان تمام حضرات کی موجودگی میں کہتا ہوں، آپ یہاں سے عہد کر کے جائیں کہ ہم کو اس ملک میں مسلمان بن کر ہی رہنا ہے اور ہم کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔

توحید کی امانت

سینوں میں ہے ہمارے

میرے بھائیو! آپ اپنی طاقت اور اپنی قوت سے آشنا ہوں ؎

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سُراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

آپ اپنے ساتھ تو انصاف کیجیے۔ مسئلہ ایک مدرسہ یا کسی جامعہ کا نہیں، نہ کسی مکتب خیال کا مسئلہ ہے اور نہ کچھ منصوبوں اور عمارتوں کی تکمیل کا مسئلہ ہے۔ مسئلہ صرف علوم اسلامی کے باقی رکھنے اور اسلامی شخصیت کے تحفظ کا نہیں ہے، آج مسئلہ ہے اس ملک کی قیادت کا۔ آپ دوسروں کے پیچھے چلنے کے لیے ہرگز نہیں پیدا کیے گئے اور نہ خدا نے آپ کو اس ملک میں اس لیے بھیجا ہے کہ آپ دوسروں کے غاشیہ بردار

www.abulhasanalinadwi.org

ہوں اور آپ لوگوں کے اشاروں کو دیکھیں اور ان کے چشم و ابرو کو پہچاننے کی کوشش کریں کہ ملک کس رُخ پر جارہا ہے ہم کسی قومی دھارے سے واقف نہیں ہم تو صرف اسلامیات کے دھارے کو جانتے ہیں، ہم تو دنیا کی قیادت و امامت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

حضرات!

آج ملک خودکشی کے لئے قسم کھاچکا ہے، وہ آگ کی خندق میں میں گرنے کے لئے تیار ہے، وہ بداخلاقی اور انسانیت کشی کے دلدل میں ڈوب رہا ہے، آپ ہی ہیں جو ہندوستان میں کیا پورے ایشیا میں اس ملک کو بچا سکتے ہیں۔ آپ اللہ اور رسول کی بات کہیے، آپ کو کوئی ضرورت نہیں کہ آپ نیلام کی منڈی میں اتر آئیں اور آپ سودا کرنے لگیں کہ ہماری بولی بولی جائے۔ آپ متاعِ نایاب ہیں اللہ کے سوا آپ کی خریداری کا کوئی حوصلہ نہیں کرسکتا۔ اس لیے میں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں، کاش میں آپ کے دلوں اور دماغوں پر چوٹ لگا سکتا۔ میں صرف آپ سے کہتا ہوں کہ اس ملک کو صرف تنہا آپ بچا سکتے ہیں اس لئے کہ آپ کے پاس عقیدۂ توحید اور انسانی اصول و مساوات ہے، آپ کے پاس اجتماعی عدل کا مکمل نظام موجود ہے، آپ ہی ہیں جو ہر چیز سے بالاتر ہیں، آپ ہی ہیں جن کے پاس ایمان بالآخرۃ ہے اور جو العاقبۃ للمتقین پر یقین رکھتے ہیں۔ آپ ان لوگوں میں سے نہیں جن کی نظر طاقت اور قوت پر رہا کرتی ہے اور

www.abulhasanalinadwi.org

جن کی نگاہ میں مال و متاع اور اکثریت ہی سب کچھ ہے اور نہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو انتخابات میں کامیابی اور پارلیمنٹ تک پہونچ جانے ہی کو سب سے بڑی معراج سمجھتے ہیں۔

بزرگو اور دوستو!

جو دولت کے فلسفے پر ایمان رکھتا ہے اور ہر چڑھتے سورج کو پوجنے لگتا ہے وہ ڈوب کر رہے گا، اس کو کوئی بچا نہیں سکتا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ عرب ممالک اس سے بہتر حالت میں نہیں اور یہ میں آپ سے اُردو میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میں ان سے ڈرتا ہوں، میں نے ان سے بارہا کہا ہے:

"لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی اَنْ تَبْسُطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْهَا کَمَا تَنَافَسُوْهَا فَتُهْلِکُکُمْ کَمَا اَهْلَکَتْهُمْ"

اس کو میں نے مکہ اور مدینہ میں کہا اور ہر جگہ میں نے یہی صدا لگائی کہ وہی بچ سکتا ہے جو اللہ کے وعدوں پر یقین اور اس کی نصرت پر بھروسہ رکھتا ہے۔ اگر ہندوستانی مسلمان اپنے اندر ایمانی خصائص پیدا کر لیں تو آج بھی آتش نمرود سرد پڑ سکتی ہے اور وہی اندازِ گلستاں پیدا ہو سکتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میرے عزیزو اور دوستو!

میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی رُوح کا یہی پیغام ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ اسی میں جلتے اور جلاتے رہے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور مولانا مدنیؒ اپنے اپنے خاص طرز اور اسلوب سے اسی کے لیے ہمیشہ سوزاں اور لرزاں رہے کہ ہندستانی مسلمان اپنی خصوصیات اور ملّی تشخصات کے ساتھ اس ملک میں باقی رہیں، قرآن و سنت کو سینے سے لگائے رکھیں، اختلافی مسائل چھیڑنے کے بجائے توحید و سنّت پر زور دیں۔ دیوبند کا یہی پیغام ہے اور اس کی یہی خصوصیت رہی ہے کہ انھوں نے سرمایۂ ملت کو بچانے کی کوشش کی اور اختلافی مسائل کو عوام کے سامنے نہیں لائے۔

یہ دیوبند وارث ہے حضرت مجددؒ الف ثانی کا، اور اگر کوئی نہیں سمجھتا تو اس کو سمجھنا چاہیئے۔ یہ میرا مقام نہیں ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں، اور حضرت مجدد الف ثانی کے وارث ہیں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔ مقتدر بزرگوں میں سے کسی کو بھی اس میں کلام نہیں کہ یہ حضرت شاہ ولی اللہ کا گلستان اور ان کا مکتبِ فکر ہے جو دیوبند کی شکل میں اس وقت سامنے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں جہاں جہاں صحیح العقیدہ درس گاہیں ہیں وہ شاہ ولی اللہ کی شمع فروزاں اور اسی کی

www.abulhasanalinadwi.org

تجلیات ہیں۔

منصبِ قیادت وحفاظتِ ملک وملت کا فریضہ

حضرات!

میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے لئے قائد کا مقام اختیار کیجئے۔ آپ سمجھئے کہ آپ کی حیثیت ملک میں قائد کی ہے۔ میرے لیے یہ بات ناقابل برداشت ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مسلمانوں کو یہ کرنا چاہیئے۔ کون یہ کہنے کا حق رکھتا ہے۔ کیا نبیؐ عربی کے بعد کوئی اور پیغمبر پیدا ہوگا، کیا کتاب اللہ کے بعد اور کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی، کیا شریعت محمدی کے بعد کوئی اور شریعت آئے گی؟ ہم سے کہنے والا صرف اللہ اور اس کا رسولؐ ہے، ہمارا ساتھ دینے والی ہماری آسمانی کتاب اور سنت رسول ہے۔ آپ یہ عہد کر کے یہاں سے جائیے کہ آپ کو ان خصوصیات کے ساتھ اس ملک میں رہنا ہے اور کتاب وسنت کو دل وجان سے زیادہ عزیز رکھنا اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی کے لیے تیار رہنا ہے۔ اگر آپ ان خصوصیات کے ساتھ اس ملک میں ہیں تو انشاء اللہ آپ عزت کے ساتھ سربلند اور سرخرو ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

حضرات !

یہ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء جن کو دستارِ فضیلت ملنے والی ہے ان سے اس درسگاہ کی تین چار اہم خصوصیات کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔

(۱) اس درسگاہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اختلافی مسائل کے بجائے توحید و سنت پر اپنی توجہ مرکوز کی (اور یہ وہ وراثت اور امانت ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ اسمٰعیل شہید اور سید احمد شہید کے وسیلہ سے اس کو ملی اور ابھی تک اس کو عزیز ہے)۔

(۲) اتباعِ سنت کا جذبہ اور فکر

(۳) تعلق مع اللہ کی فکر اور ذکر و حضوری اور ایمان و احتساب کا جذبہ۔

(۴) چوتھا عنصر ہے اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ اور کوشش

یہ چار عناصر مل جائیں تو دیوبندی بنتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی عنصر کم ہو جائے تو دیوبندیت ناقص۔ فضلائے دارالعلوم دیوبند کا یہ شعار رہا ہے کہ وہ ان چار چیزوں کے جامع رہے ہیں۔

اب میں عام آدمیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں آپ کا

www.abulhasanalinadwi.org

بھی حصّہ ہے اور یہ صرف فضلاء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ آپ
بھی یہاں سے پیغام لے کر جائیے کہ عقیدۂ توحید کو سینے سے لگاتا ہے۔
اور آپ کے گرد جو شرک اور فتنہ کا دھارا بہہ رہا ہے اس سے الگ رہتا ہے
توحید پر آپ قائم رہیں۔ اتباع سنت اور فرائض کی پابندی کا جذبہ آپ کے
اندر ہو اور تعلق مع اللہ کی کوشش کرتے رہیں۔ آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے
ساتھ ذاکر و مذکور، محب و محبوب اور عبد و معبود کا ہونا چاہیے۔ یہی تعلق
آپ کے دل و دماغ اور آپ کے اعصاب پر حاوی ہونا چاہیئے۔
وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.abulhasanalinadwi.org